محمد عمر فاروق

خلافت و ملوکیت

(جناب غلام اکبر کی خدمت میں چند گزارشات)

روزنامہ ''الاخبار'' راولپنڈی میں جناب غلام اکبر کا کالم بعنوان ''عمر و علی (رضی اللہ عنہم) کا دین کہاں گیا'' نظر سے گزرا۔ موصوف نے خلیفۂ چہارم حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے یومِ شہادت کے موقع پر ایک منعقدہ اجتماع میں مدعو چند وفاقی وزراء کی عدم شرکت پر گہرے افسوس کا اظہار کیا جو یقیناً ہم سب کے دل کی آواز ہے۔ ضمناً انہوں نے چند متشدد مذہبی گروہوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنے کالم کا اختتام اس فقرے پر کیا ہے۔ جو کہ محل نظر ہے۔ ''کاش کہ رسولِ عربی ﷺ کا دین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ملوکیت کو فروغ دینے والوں کے ہتھے نہ چڑھتا''

اے کاش کہ جناب غلام اکبر یہ فقرہ لکھتے وقت ہزار بار سوچتے اور پھر اس کی خوفناکی اور سنگینی کا اندازہ کر سکتے کہ ان کے اس فقرے سے کیا افسوس ناک نتائج مرتب ہوں گے اس وقت موصوف شاید یہ اندازہ کر سکے ہوں کہ ان کے قلم کی بے باکی اسلام کی جلیل القدر شخصیات کی عفت مآبی کو داغدار کرنے کی جسارت کر چکی ہے۔ سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بعد آنے والی معزز شخصیات کی روحیں ان کے اس نوکیلے فقرے کی کاٹ سے تڑپ رہی ہوں گی۔ اسلام کے یہ فرزندانِ محترم جنہیں ان کے قلم کی نوک نے لہولہان کر ڈالا ہے۔ یہ مختصر تحریر ان کے ان زخموں کا مداوا نہیں ہو سکتی۔

محترم غلام اکبر اگر تھوڑا سا بھی سوچنے کی زحمت گوارا کرتے تو ان کو سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے بعد کے دور کو ملوک، بادشاہوں اور امراء کے اسلام کا حامل قرار نہ دیتے۔ کیا یہ تاریخی حقیقت نہیں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے فرزند محترم سید حسن مجتبٰی رضی اللہ عنہ سریر آراء خلافت ہوئے اور چھ ماہ تک خلافت کے مقدس منصب پر فائز رہے۔؟ تو کیا آپ کے پیمانے کے مطابق سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کو بھی (نعوذ باللہ) ملوکیت کو فروغ دینے والی اور ملوکوں، بادشاہوں اور امراء کے اسلام پر مبنی حکومت کہا جائے؟ ہرگز نہیں ہم گناہگاروں کا ایمان تو اس سے سراسر انکاری ہے۔ تو کیا سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کو آپ کے عطاء کردہ القابات کا مصداق قرار دے کر خود کو جہنم کا ایندھن بنایا جائے؟ جن کے متعلق مخبر صادق ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''معاویہ رضی اللہ عنہ ہادی (ہدایت دینے والے) اور مہدی (ہدایت یافتہ) ہیں'' جس شخصیت کو زبانِ رسالت ہدایت یافتہ اور

ہدایت دینے والی کہے۔ آج کا کوئی سا بھی فرد انہیں ہدایت دینے سے ہٹا ہوا کہے تو اپنے ایمان کی خیر منائے۔ حدیث نبوی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا ''اے معاویہ رضی اللہ عنہ اگر اللہ تجھے حکومت دے تو اللہ سے ڈرنا اور عدل اختیار کرنا'' اسی حدیث کے پیشِ نظر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ''مجھے اسی دن سے حکومت ملنے کا یقین ہو گیا تھا کہ جس دن سے آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد میرے کانوں میں پڑا تھا'' اگر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت بقول جناب غلام اکبر کے ملوکیت کا عہد تھا تو اس حدیث کو جھٹلا کر وہ کس بنیاد پر اپنے خودساختہ دلائل کی عمارت کھڑی کرنا چاہتے ہیں۔ ایک طرف حدیثِ مبارکہ ہے اور دوسری طرف آپ کا مؤقف!

ناطقہ سر بگریباں ہے، اسے کیا کہیے

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت منتقل کرنے والے خود سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ جنہوں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر برضا و رغبت بیعت کر کے منصبِ امارت و خلافت ان کے سپرد کیا اور برسرِ عام اس کا اعلان فرمایا۔

''مسلمانو! میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی ہے۔ اور ان کو اپنا امیر و خلیفہ تسلیم کر لیا ہے اگر امارت و خلافت ان کا حق تھا تو ان کو پہنچ گیا........ اور اگر یہ میرا حق تھا تو میں نے ان کو بخش دیا'' (تاریخ اسلام۔ اکبر شاہ نجیب آبادی۔)

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی منتقلی خلافت کے بعد ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہما نے بھی جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت سے کنارہ کش ہو گئے تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت و خلافت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی بیعت کر لی۔ اس طرح سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماعِ امت ہو گیا۔ اور اس مبارک عمل کی وجہ سے اس سال کو ''عام الجماعۃ'' کہا گیا کہ جب تمام امتِ محمدیہ پھر سے ایک مرکز پر متحد ہو گئی۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی بصیرت و دانش مندی سے امت افتراق و انتشار سے بچ کر صراطِ مستقیم پر گامزن ہو گئی۔ اس پاک عہد کو جسے خاتم المعصومین ﷺ نے خیر القرون کا دور فرمایا ہے۔ اگر اس دور میں خلافت کی بجائے ملوکیت مانی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام جیسا تا قیامت قائم رہنے والا مضبوط ترین دین اپنی ابتدائی چار دہائیوں میں اپنی تاثیر کھو بیٹھا تھا۔ اور جب ملوکیت کے بعد اسلام برقرار نہ رہا تو آج میں اور آپ کون سے اسلام کے مدعی اور پیرو ہیں۔؟

جب بعض حضرات کے نزدیک بہت بعد میں آنے والے غیر صحابی حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا دورِ حکومت خلافتِ راشدہ میں شامل ہے تو کاتبِ وحی، برادرِ نسبتیِ رسول اور صحابیِ رسول سیدنا معاویہ سلام اللہ علیہ کی خلافت کو

خلافتِ راشدہ میں شامل نہ انصاف کو خون کرنے کے مترادف نہیں ہے؟ موجودہ عہد کے تعیش پسند ملوک زادوں اور سر پاؤں تک دنیا کی آلائشوں میں ڈوبے ہوئے بد بخت حکمرانوں اور آمریت پسندوں سے صحابیٔ رسول ﷺ کے دورِ خلافتِ پناہ کو تشبیہ دینا ہی سراسر منصبِ صحابیت کو مجروح کرنا ہے۔ محترم غلام اکبر! آپ کا قلم اپنی روانی میں صحابیٔ رسول کی عظمت و کردار (غیر شعوری طور پر ہی سہی) داغدار کرنے کا باعث بنا ہے۔ اپنی اس غلطی پر اللہ سے معافی مانگیے اور اپنے لاتعداد مسلمان بھائیوں سے معذرت کر کے ان کے دکھی دلوں پر ہمدردی کا پھاہا رکھیے۔

جناب غلام اکبر! آپ جیسے منجھے ہوئے صحافی اور محبِ وطن دانش ور سے میں امید کرتا ہوں کہ آپ آئندہ منصبِ صحابیت کو موضوع بناتے وقت اس بات کو ضرور ملحوظ رکھیں گے کہ صحابہ کرام وہ عظیم ہستیاں ہیں۔ جن کو زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ قرآن مجید میں کسی ایک صحابی کو مغفرت و انعام کی بجائے اللہ کا تمام صحابہ رضی اللہ عنہما سے حسنِ سلوک کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ جب کہ ہادیٔ برحق ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ "میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے معاملے میں اللہ سے ڈرو.... پھر فرمایا گیا کہ "میرے تمام صحابہ کی مثال ستاروں کی سی ہے۔ جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے"۔ ان قرآن و حدیث کے فیصلوں کی روشنی میں کسی بھی صحابی کے دورِ خلافت کو دنیا دارانہ ملوکیت یا بادشاہوں اور امیروں کا اسلام کہنا سراسر ناانصافی اور ظلم ٹھہرے گا۔ کسی ایک بھی صحابی رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے کسی بھی حکم سے سرِ مو سرتابی کا ارتکاب نہیں کیا۔ بلکہ ان کی ہر ہر ادا کو محفوظ کر کے انہیں قیامت تک محفوظ کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نبوت کے گواہ ہیں۔ ان پر شک شبہ کرنے سے نبوت پر اعتماد ہی (معاذ اللہ) معرضِ خطر میں پڑ جاتا ہے۔ کوئی ایسا صحابی رضی اللہ عنہ نہیں ہے۔ جس نے اسلامی شورائی نظام سے روگردانی کر کے قیصر و کسریٰ کے نظامِ حکومت کو قبول کیا ہو۔ آج کے اس گئے گزرے دور میں آپ کو ملوکیت والا اسلام کسی صورت میں برداشت نہیں ہے۔ تو وہ جنت مقام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہ جن کی تربیت رسول اللہ ﷺ نے خود کی تھی، وہ اسلام کے منافی کسی نظام کو کیونکر قبول یا اختیار کر سکتے تھے؟

میں اپنی گزارشات کو سمیٹتے ہوئے پھر عرض کروں گا کہ اگر سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بعد کے زمانہ کو ملوکیت کہہ دیا جائے تو پھر لامحالہ اس کا اعتراض سیدنا حسن سلام اللہ علیہ کی ذات والا صفات پر آئے گا۔ کہ جنہوں نے "سب کچھ" دیکھتے ہوئے خلافت، ملوکیت کے حوالے کر دی۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہ تھا بلکہ خلافت اپنی اصلی حالت میں برقرار رہی اور اسلام کی روشن کرنیں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں دنیا کے تین برِّ اعظموں تک پہنچیں۔ بخدا ایسی ہی جنت بداماں شخصیات اسلام اور مسلمانوں کی محسن ہیں جن اسلام فخر کرتا ہے۔ اور امتِ مسلمہ جن پر نازاں ہے۔